

قانونِ معیشت

(۵)

۶۔ تحریر و شہادت

۱۔ یَاٰیْهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَدٰیْنْتُمْ بَدٰیْنَ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاكْتُبُوْهُ ط وَلِیَكْتُبَ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ط وَلَا یَاْب كَاتِبٌ اَنْ یَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلِیَكْتُبَ وَلِیُمِلَّ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ وَلِیَتَقِ اللّٰهُ رَبَّهُ وَلَا یَبْخَسَ مِنْهُ شَیْئًا ط فَاِنْ كَانَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ سَفِیْهًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ هُوَ فَلِیُمِلَّ وَلِیُّهُ بِالْعَدْلِ ط وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ط فَاِنْ لَّمْ یَكُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٍ مِّمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدَهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدَهُمَا الْاُخْرٰی ط وَلَا یَاْب الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ط وَلَا تَسْمَعُوْا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِیْرًا اَوْ كَبِیْرًا اِلٰی اَجَلِهٖ ط ذٰلِكُمْ اَفْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمٌ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰی اِلَّا تَرْتَابُوْا اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِیْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اِلَّا تَكْتُبُوْهَا ط وَاَشْهِدُوْا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ط وَلَا یُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِیْدٌ وَاَنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهُ فُسُوْقٌ بِكُمْ ط وَاتَّقُوا اللّٰهُ ط وَیَعْلَمُكُمُ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (البقرہ ۲: ۲۸۲)

”اے ایمان والو، جب تم کسی مقررہ وقت کے لیے ادھار کا لین دین کرو تو اسے لکھ لو اور اس کو تمہارے مابین کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھے۔ اور جسے لکھنا آتا ہو، وہ لکھنے سے انکار نہ کرے، بلکہ جس طرح اللہ

نے اسے سکھایا، وہ بھی دوسروں کے لیے لکھے اور یہ دستاویز اسے لکھوانی چاہیے جس پر حق عائد ہوتا ہے۔ اور وہ اللہ اپنے پروردگار سے ڈرے اور اس میں کوئی کمی نہ کرے۔ پھر اگر وہ شخص جس پر حق عائد ہوتا ہے، نادان یا ضعیف ہو یا لکھوانہ سکتا ہو تو اس کے ولی کو چاہیے کہ وہ انصاف کے ساتھ لکھوادے۔ اور تم اس پر اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کی گواہی کرالو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں سہی، تمہارے پسندیدہ لوگوں میں سے۔ دو عورتیں اس لیے کہ اگر ایک الجھے تو دوسری یاد دلادے۔ اور یہ گواہ جب بلائے جائیں تو انکار نہ کریں۔ اور معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا، اس کی مدت تک کے لیے اس کی دستاویز لکھنے میں تساہل نہ کرو۔ اللہ کے نزدیک یہ طریقہ زیادہ مبنی بر انصاف، گواہی کو زیادہ درست رکھنے والا اور اس کے زیادہ قرین ہے کہ تم شہدوں میں نہ پڑو۔ ہاں اگر معاملہ روبرو اور دست گرداں نوعیت کا ہو تب اس کے نہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور تم کوئی خرید و فروخت کا معاملہ کرو تو اس میں بھی گواہ بنا لو۔ اور لکھنے والے یا گواہی دینے والے کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے۔ اور اگر تم ایسا کرو گے تو یہ نافرمانی ہوگی جو تم سے چمٹ رہے گی۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ تمہیں تعلیم دے رہا ہے، اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔“

اس آیت میں مسلمانوں کو نزاعات سے بچنے کے لیے لین دین، قرض اور اس طرح کے دوسرے مالی معاملات میں تحریر و شہادت کے اہتمام کی ہدایت کی گئی ہے۔ اس کے احکام کا جو خلاصہ استاذ امام امین احسن اصلاحی نے اپنی تفسیر ”تدبر قرآن“ میں بیان فرمایا ہے، تفہیم مدعا کے لیے وہ ہم انھی کے الفاظ میں یہاں نقل کیے دیتے ہیں۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”۱۔ جب کوئی قرض کا لین دین ایک خاص مدت تک کے لیے ہو تو اس کی دستاویز لکھی جائے۔“

۲۔ یہ دستاویز دونوں پارٹیوں کی موجودگی میں کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھے، اس میں کوئی دغل قتل نہ کرے اور جس کو لکھنے کا سلیقہ ہو، اس کو چاہیے کہ وہ اس خدمت سے انکار نہ کرے۔ لکھنے کا سلیقہ اللہ کی ایک نعمت ہے، اس نعمت کا شکریہ ہے کہ آدمی ضرورت پڑنے پر لوگوں کے کام آئے۔ اس نصیحت کی ضرورت اس وجہ سے پیش آئی کہ اُس زمانے میں لکھے پڑھے لوگ کم تھے۔ دستاویزوں کی تحریر اور ان کی رجسٹری کا سرکاری اہتمام اس وقت تک نہ عمل میں آیا تھا اور نہ اس کا عمل میں آنا ایسا آسان تھا۔

۳۔ دستاویز کے لکھوانے کی ذمہ داری قرض لینے والے پر ہوگی۔ وہ دستاویز میں اعتراف کرے گا کہ فلاں بن فلاں کا اتنے کا قرض دار ہوں اور لکھنے والے کی طرح اس پر بھی یہ ذمہ داری ہے کہ اس اعتراف میں تقویٰ

کو ملحوظ رکھے اور ہرگز صاحبِ حق کے حق میں کسی قسم کی کمی کرنے کی کوشش نہ کرے۔

۴۔ اگر یہ شخص کم عقل ہو یا ضعیف ہو یا دستاویز وغیرہ لکھنے لکھانے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو جو اس کا ولی ہو یا وکیل ہو، وہ اس کا قائم مقام ہو کر انصاف اور سچائی کے ساتھ دستاویز لکھوائے۔

۵۔ اس پر دوسروں کی گواہی ثابت ہوگی جن کے متعلق ایک ہدایت یہ ہے کہ وہ 'من رجالکم' یعنی اپنے مردوں میں سے ہوں، جس سے بیک وقت دو باتیں نکلتی ہیں: ایک یہ کہ وہ مسلمان ہوں۔ دوسری یہ کہ وہ اپنے میل جول اور تعلق کے لوگوں میں سے ہوں کہ فریقین ان کو جانتے پہچانتے ہوں۔ دوسری (ہدایت) یہ کہ وہ 'ممن ترضون' یعنی پسندیدہ اخلاق و عمل کے، ثقہ، معتبر اور ایمان دار ہوں۔

۶۔ اگر مذکورہ صفات کے دو مرد میسر نہ آسکیں تو اس کے لیے ایک مرد اور دو عورتوں کا انتخاب کیا جاسکتا ہے۔ دو عورتوں کی شرط اس لیے ہے کہ اگر ایک سے کسی لغزش کا صدور ہو گا تو دوسری کی تذکیر و تنبیہ سے اس کا سد باب ہو سکے گا۔ یہ فرق عورت کی تحقیر کے پہلو سے نہیں ہے، بلکہ اس کی مزاجی خصوصیات اور اس کے حالات و مشاغل کے لحاظ سے یہ ذمہ داری اس کے لیے ایک بھاری ذمہ داری ہے۔ اس وجہ سے شریعت نے اس کے اٹھانے میں اس کے لیے سہارے کا بھی انتظام فرمادیا ہے۔ یہ موضوع اپنی تمام تفصیلات کے ساتھ سورۃ نساء میں زیر بحث آئے گا۔

۷۔ جو لوگ کسی دستاویز کے گواہوں میں شامل ہو چکے ہوں، عندالطلب ان کو گواہی سے گریز کی اجازت نہیں ہے اس لیے کہ حق کی شہادت ایک عظیم معاشرتی خدمت بھی ہے اور شہداء اللہ ہونے کے پہلو سے اس امت کے فریضہ منصبی کا ایک جزو بھی ہے۔

۸۔ قرض کے لین دین کا معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا، اگر وہ کسی مدت کے لیے ہے، دست گرداں نوعیت کا نہیں ہے تو اس کو قید تحریر میں لانے سے گرائی نہیں محسوس کرنی چاہیے۔ جو لوگ اس کو زحمت سمجھ کر ٹال جاتے ہیں، وہ سہل انگاری کی وجہ سے بسا اوقات ایسے جھگڑوں میں پھنس جاتے ہیں جن کے نتائج بڑے دور رس نکلتے ہیں۔

۹۔ مذکورہ بالا ہدایات اللہ تعالیٰ کے نزدیک حق وعدالت سے قرین، گواہی کو درست رکھنے والی اور شک و نزاع سے بچانے والی ہیں۔ اس لیے معاشرتی صلاح و فلاح کے لیے ان کا اہتمام ضروری ہے۔

۱۰۔ دست گرداں لین دین کے لیے تحریر و کتابت کی پابندی نہیں ہے۔

۱۱۔ ہاں، اگر کوئی اہمیت رکھنے والی خرید و فروخت ہوئی ہے تو اس پر گواہ بنالینا چاہیے تاکہ کوئی نزاع پیدا ہو تو اس کا تصفیہ ہو سکے۔

۱۲۔ نزاع پیدا ہو جانے کی صورت میں کاتب یا گواہ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کسی فریق کے لیے جائز نہیں ہے۔ کاتب اور گواہ ایک اہم اجتماعی و تمدنی خدمت انجام دیتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کو بلا وجہ نقصان پہنچانے کی کوشش کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ثقہ اور محتاط لوگ گواہی اور تحریر وغیرہ کی ذمہ داریوں سے گریز کرنے لگیں گے اور لوگوں کو پیشہ ور گواہوں کے سوا کوئی معقول گواہ ملنا مشکل ہو جائے گا۔ اس زمانے میں ثقہ اور سنجیدہ لوگ گواہی وغیرہ کی ذمہ داریوں سے جو بھاگتے ہیں، اس کی وجہ یہی ہے کہ کوئی معاملہ نزاعی صورت اختیار کر لیتا ہے تو اس کے گواہوں کی شامت آ جاتی ہے۔ یہ بے چارے ہتک، اغوا اور نقصان مال و جاندا، بلکہ قتل تک کی تعدیوں کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ قرآن نے اس قسم کی شرارتوں سے روکا کہ جو لوگ اس قسم کی حرکتیں کریں گے، وہ یاد رکھیں کہ یہ کوئی چھوٹی موٹی نافرمانی نہیں ہے جو آسانی سے معاف ہو جائے گی، بلکہ یہ ایک ایسا فسق ہے جو ان کے ساتھ چٹ کے رہ جائے گا اور اس کے برے نتائج سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائے گا۔ یہ اس شہادت کی بنیاد کو ڈھانے کی کوشش ہے جو اس امت کی بعثت کی اصل غایت ہے۔“

(تدبر قرآن، ج ۱ ص ۶۴۰-۶۴۲)

۲۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهِادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اَتْنِ زَوْا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرِ مِّنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِىْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَلَا نَكْتُمُ شَهِادَةَ اللّٰهِ اِنَّا اِذَا لَمِنَ الْاٰثِمِيْنَ. فَاِنْ غُثِرَ عَلٰى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّ اِثْمًا فَاٰخَرِ يَقُوْمُنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوَّلٰىنِ فَيُقْسِمْنَ بِاللّٰهِ لَشَهِدَتُنَا اَحَقُّ مِنْ شَهِادَتِهِمَا وَمَا اَعْتَدَيْنَا اِنَّا اِذَا لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ. ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يَّاتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهٍ اَوْ يَخَافُوْا اَنْ تُرَدَّ اِيْمَانُ بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ. (المائدہ ۵: ۱۰۶-۱۰۸)

”اے ایمان والو، جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے اور وہ وصیت کر رہا ہو تو اس کے لیے

گواہی اس طرح ہوگی کہ تم میں سے دو ثقہ آدمی گواہ بنائے جائیں یا اگر تم سفر میں ہو اور وہاں یہ موت کی مصیبت تمہیں آپہنچے تو تمہارے غیروں میں سے دو دوسرے یہ ذمہ داری اٹھائیں۔ تم انھیں نماز کے بعد روک لو گے، پھر اگر تمہیں شک ہو تو وہ اللہ کی قسم کھائیں گے کہ ہم اس گواہی کے بدلے میں کوئی قیمت قبول نہ کریں گے، اگرچہ کوئی قرابت داری ہی کیوں نہ ہو اور نہ ہم اللہ کی اس گواہی کو چھپائیں گے۔ ہم نے ایسا کیا تو بے شک ہم گناہ گار ٹھہریں گے۔ پھر اگر پتا چل جائے کہ یہ دونوں کسی حق تلفی کے مرتکب ہوئے ہیں تو ان کی جگہ دوسرے دو آدمی ان لوگوں میں سے کھڑے ہوں جن کی ان پہلے گواہوں نے حق تلفی کی ہے پھر وہ اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ برحق ہے اور ہم نے اپنی گواہی میں کوئی زیادتی نہیں کی ہے۔ ہم نے ایسا کیا ہے تو بے شک ہم ظالم ٹھہریں۔ اس طریقے سے زیادہ توقع ہے کہ وہ ٹھیک ٹھیک گواہی دیں یا کم سے کم اس بات سے ڈریں کہ ان کی گواہی دوسروں کی گواہی کے بعد رد ہو جائے گی۔ (یہ کرو) اور اللہ سے ڈرو اور سنو، اور (یاد رکھو کہ) اللہ نافرمانوں کو کبھی راہ یاب نہیں کرتا۔“

ان آیات میں وصیت سے متعلق اسی اہتمام کی ہدایت کی گئی ہے جو اوپر لین دین اور قرض کے بارے میں بیان ہوا ہے۔ ان کے احکام کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ کسی شخص کی موت آجائے اور اسے اپنے مال سے متعلق کوئی وصیت کرنی ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائیوں میں سے دو ثقہ آدمیوں کو گواہ بنالے۔

۲۔ موت کا یہ مرحلہ اگر کسی شخص کو سفر میں پیش آئے اور گواہ بنانے کے لیے وہاں دو مسلمان میسر نہ ہوں تو مجبوری کی حالت میں وہ دو غیر مسلموں کو بھی گواہ بنا سکتا ہے۔

۳۔ مسلمانوں میں سے جن دو آدمیوں کو گواہی کے لیے منتخب کیا جائے، ان کے بارے میں اگر یہ اندیشہ ہو کہ کسی شخص کی جانب داری میں وہ اپنی گواہی میں کوئی رد و بدل کر دیں گے تو اس کے سدباب کی غرض سے یہ تدبیر کی جاسکتی ہے کہ کسی نماز کے بعد انھیں مسجد میں روک لیا جائے اور ان سے اللہ کے نام پر قسم لی جائے کہ اپنے کسی دنیوی فائدے کے لیے یا کسی کی جانب داری میں، خواہ وہ ان کا کوئی قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہو، وہ اپنی گواہی میں کوئی تبدیلی نہ کریں گے اور اگر کریں گے تو گناہ گار ٹھہریں گے۔

۴۔ گواہوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ گواہی 'شہادۃ اللہ' یعنی اللہ کی گواہی ہے۔ لہذا اس میں کوئی ادنیٰ

خیانت بھی اگر ان سے صادر ہوئی تو وہ نہ صرف بندوں کے، بلکہ خدا کے بھی خائن قرار پائیں گے۔

۵۔ اس کے باوجود اگر یہ بات علم میں آجائے کہ ان گواہوں نے وصیت کرنے والے کی وصیت کے خلاف کسی کے ساتھ جانب داری برتی ہے یا کسی کی حق تلفی کی ہے تو جن کی حق تلفی ہوئی ہے، ان میں سے دو آدمی اٹھ کر قسم کھائیں کہ ہم ان اولیٰ بالشہادت گواہوں سے زیادہ سچے ہیں۔ ہم نے اس معاملے میں حق سے کوئی تجاوز نہیں کیا اور ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم نے ایسا کیا ہو تو خدا کے حضور میں ہم ظالم قرار پائیں۔

۶۔ گواہوں پر اس مزید احتساب کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے خیال سے توقع ہے کہ وہ ٹھیک ٹھیک گواہی دیں گے، ورنہ انھیں ڈر ہو گا کہ انھوں نے اگر کسی بد عنوانی کا ارتکاب کیا تو ان کی قسمیں دوسروں کی قسموں سے باطل قرار پائیں گی اور اولیٰ بالشہادت ہونے کے باوجود ان کی گواہی رد ہو جائے گی۔

(باقی)

